امام ابو حنیفہؒ
ابتدائی دورِ تصنیف کے عظیم مُصنّف

از قاضی اطہر مبارک پوری

اسلامی علوم میں تالیف وتدوین کی ابتدا پہلی صدی کے خاتمہ اور دوسری صدی کے وسط میں ہوئی، اس سے پہلے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واخبار اور احوال کو زبانی اور تحریری یادداشت کے طور پر محفوظ رکھتے تھے اور ان ہی کی روشنی میں مسائل معلوم کرتے تھے۔ عہدِ رسالت کی تحریروں میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا صحیفہ "الصادقہ" بہت مشہور ہے جو عن عمرو بن شعیب، عن ابیہ، عن جدہ کی سند سے احادیث کی کتابوں میں منتقل ہو گیا ہے۔

بعد میں صحابہؓ کے تلامذہ نے ان کی روایات اور یادداشت کو غیر مرتب طور سے جمع کیا، اس سلسلہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کے تین نسخے بہت مشہور ہیں۔

(۱) نسخہ ابوالیمان حکم بن نافع، عن شعیب بن ابی حمزہ، عن ابی الزناد، عن الاعرج، عن ابی ہریرہ۔

(۲) نسخہ یزید بن زریع، عن روح بن قاسم، عن العلاء بن عبدالرحمٰن،

عن الاعرج، عن ابی ہریرہ

(۳) نسخہ عبدالرزاق بن ہمام عن معمر بن راشد عن ہمام بن منبہ عن ابوہریرہؓ، اس نسخہ کو محترم ڈاکٹر حمید اللہ صاحب حیدرآبادی نے [illegible] میں صحیفہ ہمام بن منبہ کے نام سے شائع کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی احادیث بھی تحریری شکل میں موجود تھیں جن کو ان کے تلمیذ سلیمان بن قیس یشکری نے جمع کیا تھا، اور قتادہ بن دعامہ اس کے حافظ تھے، ابوالزبیر، ابوسفیان اور شعبی نے حضرت جابرؓ کی زیادہ تر احادیث اسی صحیفہ سے حاصل کی ہیں، نیز حضرت جابر نے مناسک حج پر ایک مختصر سی کتاب لکھی تھی، جس کی روایات صحیح مسلم میں موجود ہیں[۲]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس بھی احادیث کا تحریری ذخیرہ تھا جس کو انہوں نے ایک زنجبیل (حمال، مخلاۃ، تھیلی) میں محفوظ رکھا تھا، اور بعض اوقات اپنے شاگردوں کے سامنے رکھا کرتے تھے[۳]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بھی ان کی احادیث تحریری شکل میں تھیں، صاحبزادے عبدالرحمٰن نے ایک مرتبہ ایک کتاب نکالی اور قسم کھا کر کہا کہ یہ ان کے والد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے[۴]

اسی طرح بعض دوسرے صحابہ کی روایات کا مجموعہ غیر مرتب شکل میں ان کے پاس

۱؎ الکفایہ فی علم الروایہ، خطیب بغدادی ص ۲۱۴۔

۲؎ تاریخ کبیر ج ۴ قسم ۱ ص ۱۸۶، بخاری، تذکرۃ الحفاظ ذہبی ج ۱ ص ۱۱۶، الجرح والتعدیل ابن ابی حاتم ج ۲ قسم ۲ ص ۱۳۵۔ ۳؎ تاریخ کبیر ج ۴ قسم ۱ ص ۲۴۰، المحدث الفاصل رامہرمزی ص ۳۶، تدریب الراوی سیوطی ص ۲۶۹ ۴؎ تہذیب التہذیب، ابن حجر ج ۶ ص ۲۱۵۔

... اس کی روایت بعد میں تابعین نے کی ، اور جب کتب احادیث کی تبویب و ترتیب
تصحیح و تہذیب کا دور آیا تو یہ تمام صحیفے اور نسخے ان میں شامل کر لیئے گئے ، اور اپنے
اصلی جامعین کے نام کے بجائے بعد کے مصنفین کے نام سے مشہور ہوئے اور صحابہؓ
... کی اکثر کتابیں ناپید ہوگئیں ، کیونکہ ان کی حیثیت غیر مرتب یادداشت کی تھی ،
... کی ترتیب و تبویب کردی گئی اور اب ان کی ضرورت باقی نہیں رہی ۔

البتہ تابعین کے دور میں سیر و مغازی اور انساب و اخبار پر کئی کتابیں تصنیفی
... انداز میں لکھی گئیں ، جو اپنے مصنفوں کے نام سے مشہور ہوئیں ، حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہ کے عہد میں زیاد بن ابیہ نے کتاب المثالب لکھی ، حضرت صحار عبدیؓ نے
... عہد میں کتاب الامثال لکھی ، اور حضرت معاویہ نے عبید بن شریہ جرہمی کو یمن
سے بلا کر کتاب الملوک و اخبار الماضیین مرتب کرائی ،[1] موخر الذکر کتاب ابن ہشام
... کی کتاب التیجان کے آخر میں حیدر آباد میں پھر جمہوریہ جنوبی یمن سے چھپ کر
شائع ہو چکی ہے ۔

۰۰ھ سے پہلے حضرت ابان بن عثمان بن عفانؒ نے کتاب المغازی لکھی جیسا
... زبیر بن بکار نے کتاب الموفقیات فی الاخبار میں تصریح کی ہے ، اور وہ اس
کتاب کی وجہ سے صاحب المغازی کے لقب سے نویں صدی تک مشہور رہے ،
صاحب قاموس مجد الدین فیروز آبادی متوفی ۸۲۳ھ نے ان کے ... واقعہ نے
بیان میں اسی لقب سے یاد کیا ہے ۔[2] دور میں حضرت عروہ بن زبیر متوفی ۹۴ھ
نے کتاب المغازی لکھی جس کی روایت ان کے تلمیذ خاص ابوالاسود ، یتیم عروہ نے کی ،

---

[1] الفہرست ابن ندیم ص ۱۳۱ و ۱۳۲ ۔
[2] المؤتمر المنظابہ فی معالم طابہ ص ۲۳۷ (قسم المواضع)

اور ہمارے ملک کے بعض فضلا نے تلاش وتحقیق کے بعد مغازی الرسول لعروۃ بن الزبیر بروایۃ الابی الاسود کے نام سے شائع کی ہے ۔ امام ابن شہاب زہری نے بھی اسی دور میں ایک کتاب اپنی قوم کے نسب میں لکھی[1] اور ایک کتاب میں اشعار جمع کیے تھے[2]

امام شعبی نے بھی کتاب الفتح کے نام سے ایک کتاب حجاج بن یوسف کے خوف سے روپوشی کے زمانہ میں لکھی تھی[3] یہ سب کتابیں اس زمانہ کے ذوق ومعیار کے مطابق مرتب صورت میں لکھی گئیں، اور ان میں واقعات ترتیب وار بیان کیے گئے تھے ۔

طبقۂ علماء ومحدثین میں ترتیب وتبویب کی ابتداء عروہ بن زبیر، وکیع بن جراح اور شعبی وغیرہ سے ہوئی ، اور ان حضرات نے باب من الفقہ جسیم، باب من الطلاق جسیم، باب کذا، باب کذا کے عنوانات سے احادیث کی روایت کی اور ان کو مرتب ومدون کیا[4]

احادیث وآثار کے جمع وتدوین کا سلسلہ باقاعدہ طور سے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دورِ خلافت میں (۹۸ھ تا ۱۰۱ھ) جاری کرایا اور عالم اسلام کے ہر بڑے شہر کے امراء وحکام کے نام تاکیدی فرامین جاری کیے، اور جن علماء ومحدثین کے نزدیک حفظ حدیث اَحوط واَنسب تھا اور وہ کتابت حدیث کو پسند نہیں کرتے تھے، انھوں نے

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۰۵ ۔

[2] جامع بیان العلم ابن عبدالبر ج ۱ ص ۷۷ ۔

[3] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۸۰ ۔

[4] المحدث الفاصل ص ۶۰۹ وجامع بیان العلم ج ۱ ص ۱۱۷ ۔

بھی اپنی اپنی احادیث و مرویات کو تحریری شکل میں جمع کیا، ان میں امام محمد شہاب زہری کو اولیت حاصل ہے، کہا جاتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے انھوں نے کتاب لکھی، وہ کہتے ہیں کہ ہم کتابت حدیث کو پسند نہیں کرتے تھے مگر ان امراء نے ہم کو لکھنے پر مجبور کر دیا، اس لئے اب دوسروں کو ہم روک نہیں سکتے ہیں۔

الغرض پہلی صدی کے خاتمہ اور دوسری صدی کی ابتداء میں پورے عالم اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کے آثار و فتاوے جمع کیے گئے اور دوسری صدی کے وسط میں ۱۲۰ھ اور ۱۵۰ھ کے درمیان ان احادیث و آثار اور فتاوے کو فقہی ترتیب و تبویب پر کتابی شکل میں مدون و مرتب کیا گیا۔ ربیع بن صبیح متوفی ۱۶۰ھ نے بصرہ میں، معمر بن راشد متوفی ۱۵۳ھ نے یمن میں، ابن جریج متوفی ۱۵۰ھ نے مکہ میں، سفیان ثوری متوفی ۱۶۱ھ نے کوفہ میں، عبد اللہ بن مبارک متوفی ۱۸۱ھ نے خراسان میں، ولید بن مسلم متوفی ۱۹۴ھ نے شام میں، ہشیم بن بشیر متوفی ۱۸۳ھ نے واسط میں، حماد بن سلمہ متوفی ۱۶۸ھ نے بصرہ میں، جریر بن عبد الحمید متوفی ۱۸۸ھ نے رے میں فقہی ابواب و فصول پر کتابیں لکھیں[1]۔

تبع تابعین کے اس دور اولین میں امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ سب سے بڑے مصنف ہیں، اور ان کا کوئی معاصر اس میں ان کی ہمسری نہیں کر سکتا ہے، علمائے اصول حدیث نے اولین دور کے مصنفین میں اور بعض حضرات کے نام لیے ہیں، مگر درحقیقت اس دور میں تین ہی معاصر مصنف ہیں، امام ابو حنیفہ متوفی ۱۵۰ھ، امام ابن جریج متوفی ۱۵۰ھ، امام معمر بن راشد متوفی ۱۵۳ھ، ان کے علاوہ دوسرے حضرات دور ثانی کے مصنف ہیں جس میں تصنیفی ذوق و شغل نکھر گیا تھا اور اس کام میں ترقی ہو گئی تھی،

---

[1] المحدث الفاصل بین الراوی والواعی ص ۶۱۱ وغیرہ۔

امام مالک متوفی ۱۷۹ھ بھی اسی دور ثانی کے مصنف ہیں۔ ان علماء و محدثین کے تلامذہ نے ان کتابوں کی روایت کر کے جو کتابیں تصنیف کیں، ان میں اپنے شیوخ کی ان کتابوں کی روایات کے علاوہ اپنے سلسلہ کی دوسری احادیث و روایات کو بھی شامل کر لیا، جس سے ان کتابوں کا شمار تلامذہ کی تصانیف میں ہونے لگا، اور ان کی کتابوں کا اصلی نسخہ نظروں سے اوجھل ہو گیا، یہی وجہ ہے کہ آج مذکورہ بالا ائمہ دین کی بہت سی کتابوں کا پتہ نہیں چلتا ہے، چنانچہ معمر بن راشد کی کتاب المغازی، کتاب الجامع دوسری کتب حدیث کا تقریباً سارا سرمایہ مصنف عبدالرزاق میں موجود ہے، عبدالرزاق معمر کے تلمیذ رشید تھے۔ انھوں نے اپنی کتاب المصنف میں اپنے استاد کی امانت محفوظ رکھی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اس دور کے اہل علم شدت احتیاط کی وجہ سے تصانیف و کتب کے بارے میں تکثیرِ سواد کے قائل نہیں تھے، اور تحدیث و روایت، تفقہ و درایت پر زیادہ توجہ کرتے تھے۔ امام مالک نے جو دوسرے دور کے مصنف ہیں، موطا لکھی تو سال بہ سال اس کی تنقیح کرتے تھے، اور کتاب کا حجم کم ہوتا جاتا تھا، اسی کو دیکھ کر یحییٰ بن سعید القطان نے کہا ہے کہ لوگوں کا علم بڑھتا ہے مگر مالک کا علم کم ہوتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق ابتداء میں موطا میں چار ہزار یا اس سے زائد احادیث تھیں مگر امام مالک کے انتقال کے وقت ایک ہزار سے کچھ اوپر حدیثیں رہ گئیں، یہی وجہ ہے کہ موطا امام مالک کے بہت سے نسخے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ قاضی عیاض نے ترتیب المدارک میں اس کے نسخوں کی تعداد بیس بتائی ہے اور ایک روایت کے مطابق تیس بیان کیا ہے[1]۔ موطا امام محمد

---

[1] ترتیب المدارک ج ۱ ص ۲۰۳ قاضی عیاض۔

بن حسن شیبانی درحقیقت مؤطا امام مالک کا ایک نسخہ ہے، جس میں امام محمد نے اپنی دوسری روایات شامل کرلی ہیں اور وہ ان کے نام سے مشہور ہوگئی ہے۔

اسی طرح امام شافعی کی ایک کتاب ان کے تلمیذ حرملہ بن یحییٰ تجیبی مصری کے نام سے مشہور ہوئی جو درحقیقت امام شافعی کی ہے۔ سمعانی نے اس کے بارے میں لکھا ہے:

ابو حفص حرملة بن یحیی التجیبی، وله کتاب حرملة للشافعی منسوب الیه لانه من تلامذته واشتهر بروایته عنه[1]

امام شافعی کی کتاب حرملہ بن یحییٰ کی طرف منسوب ہے کیونکہ وہ ان کے تلامذہ سے تھے اور امام شافعی سے اس کتاب کی روایت میں مشہور رہیں۔

بالکل اسی طرح دوسرے بہت سے ائمہ کی کتابیں ان کے تلامذہ کی طرف منسوب ہوگئی ہیں، چنانچہ امام ابوحنیفہ کی اکثر وبیشتر تصانیف امام محمد بن حسن شیبانی، امام قاضی ابویوسف، امام زفر بن ہذیل وغیرہ کی طرف منسوب ہوئیں، جو درحقیقت امام صاحب کی تصنیف ہیں، امام محمد کی کتاب الآثار، کتاب الحجة علی اہل المدینة، کتاب السیر قاضی ابویوسف کی کتاب الآثار، کتاب الرد علی سیر الاوزاعی وغیرہ چھپ کر شائع ہوچکی ہیں، جس کا جی چاہے ان کتابوں کی مراجعت سے معلوم کرسکتا ہے کہ یہ تمام کتابیں درحقیقت امام ابوحنیفہ کی تصانیف پر مشتمل ہیں۔ کتاب الآثار لابی حنیفة بروایة محمد بن حسن الشیبانی مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کی توجہ سے دوبار لکھنؤ میں چھپی، اور ۱۳۵۵ھ میں مولانا ابوالوفا افغانی کی تصحیح وتعلیق سے مجلس علمی ڈابھیل کی طرف سے شائع ہوئی اور کتاب الآثار لابی حنیفہ بروایة قاضی ابویوسف لجنة احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد کی طرف سے ۱۳۵۵ھ میں شائع ہوئی ہے، اور کتاب الآثار

---

[1] الانساب ج ۶ ص ۳۲۰۔

لابی حنیفہ بروایۃ زفر بن ھذیل کی مدیون تک فقہا و محدثین میں متداول رہا ہو اور اس کی روایت کی گئی ہے، امیر ابن ماکولا اور سمعانی نے ابوبکر محمد بن جیف جسق مروزی کے حال میں لکھا ہے:

یروی عن ابن وھب، عن زفر بن الھذیل عن ابی حنیفۃ کتاب الاثار[1]	انھوں نے ابن وہب سے، انھوں نے زفر بن ہذیل سے، انھوں نے ابوحنیفہ سے کتاب الآثار کی روایت کی ہے۔

مگر جیساکہ معلوم ہو اکتاب الآثار کے دونوں مطبوعہ نسخے اپنے اپنے راویوں سے منسوب ہوکر کتاب الآثار امام محمد اور کتاب الآثار امام قاضی ابو یوسف کے نام سے مشہور ہیں اور اسی نام سے چھپتے ہیں۔

کتاب السیر لابی حنیفہ بروایۃ محمد بن حسن الشیبانی، کتاب السیر الصغیر امام محمد کے نام سے مطبوع ومشہور ہیں، اور کتاب السیر لابی حنیفہ بروایۃ قاضی ابی یوسف کا بیشتر حصہ کتاب الرد علی سیر الاوزاعی قاضی ابو یوسف میں چھپ گیا ہے اور کتاب المجرد لابی حنیفہ بروایۃ حسن بن زیاد لولوی ناپید ہے[2]

مؤطا امام مالک کی طرح مسند امام ابو حنیفہ کے متعدد نسخے ان کے تلامذہ کی روایت سے پائے جاتے ہیں جن کو ائمہ احناف نے امام صاحب کی کتابوں سے جمع کیا ہے، تام طور سے ان کی تعداد پندرہ بتائی گئی ہے، شیخ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی متوفی ۹۴۲ھ نے عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان میں ان کی تعداد سترہ بیان کی ہے اور ان تمام مسانید کے بارے میں اپنی سند بھی

---

[1] الاکمال ج ۳ ص ۱۳۹، والانساب ج ۳ ص ۲۵۴۔

[2] مقدمہ کتاب الرد علی سیر الاوزاعی ص ۲۔

بیان کی ہے۔[1]

واضح رہے کہ امام ابوحنیفہ دورِ اول کے مصنف ہیں اور اس دور میں مسانید لکھنے کا رواج نہیں تھا جیسا کہ بعد میں معلوم ہوگا۔

امام صاحب سے منسوب مسانید میں سب سے مشہور مسند ابی حنیفہ موسیٰ بن زکریا الحصکفی متوفی ۶۵۰ھ کی ہے، انھوں نے امام صاحب کی دو مسندیں جمع کیں، ایک فقہی ابواب پر اور دوسری شیوخ پر، نیز ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی متوفی ۶۶۵ھ نے امام صاحب کی ایک مسند جمع کی، یہ دو مسندیں مطبوع و متداول ہیں۔

امام ابوحنیفہ کی تصانیف کی کثرت، مقبولیت اور ائمۂ دین کے نزدیک ان کی اہمیت کا اندازہ ذیل کے بیانات سے ہوتا ہے، ایک مرتبہ امام مالک نے خالد بن مخلد القطوانی کو خط لکھ کر امام ابوحنیفہ کی کتابیں طلب کیں اور انھوں نے حکم کی تعمیل کی۔

سألہ ان یحمل الیہ شیئًا من کتب ابی حنیفۃ ففعل[2]	امام مالک نے خط لکھ کر خالد قطوانی سے سوال کیا کہ ابوحنیفہ کی کچھ کتابیں ان کے پاس بھیجدیں، چنانچہ انھوں نے بھیجدیں۔

امام شافعی نے فرمایا ہے:

من لم ینظر فی کتب ابی حنیفۃ لم یتبحر فی الفقہ[3]	جو شخص ابوحنیفہ کی کتابیں نہیں دیکھے گا فقہ میں متبحر نہیں ہوسکتا ہے۔

دوسری روایت میں امام شافعی کا قول یوں منقول ہے:

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو عقود الجمان ص ۲۲۲ تا ۲۳۲، وعقود الجواہر المنیفہ محمد مرتضیٰ زبیدی بلگرامی ص ۵، و الثقافۃ الاسلامیہ، محمد راغب الطباخ ص ۲۵۵

[2] عقود الجمان ص ۱۸۶ [3] اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ قاضی ابوعبداللہ صیمری ص ۸۱۔

من لم ينظر في كتب ابي حنيفة لم يتبحر في العلم ولا يتفقه [1]

جو شخص ابو حنیفہ کی کتابیں نہیں دیکھے گا وہ نہ علم میں متبحر ہو سکتا ہے اور نہ تفقہ حاصل کر سکتا ہے۔

عبداللہ بن داؤد واسطی کا قول ہے:

من اراد ان يخرج من ذل العمى والجهل ويجد لذة الفقه فلينظر في كتب ابي حنيفة [2]

جو شخص کہ جہالت اور نادانی کی ذلت سے نکل کر فقہ کی لذت چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ ابو حنیفہ کی کتابوں کو پڑھے۔

یہی عبداللہ بن داؤد واسطی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام اعمش نے حج کا ارادہ کیا تو اپنے تلامذہ سے کہا کہ:

من ههنا يذهب الى ابي حنيفة يكتب لنا كتاب المناسك [3]

کوئی یہاں ہے جو ابو حنیفہ کے پاس کو جا کر ہمارے لئے ان کی کتاب المناسک لکھ دے۔

زائدہ بن قدامہ نے ایک مرتبہ سفیان ثوری کے سرہانے ایک کتاب پائی جس کو وہ دیکھا کرتے تھے، انھوں نے سفیان ثوری سے اس کو دیکھنے کی اجازت چاہی تو اجازت دے دی، اس کے بعد زائدہ بن قدامہ کہتے ہیں کہ:

فاذا كتاب الرهن لابي حنيفة فقلت له تنظر في كتبه؟ فقال

وہ ابو حنیفہ کی کتاب الرہن تھی، میں نے کہا کہ آپ ان کی کتابیں دیکھتے ہیں؟ انھوں نے

---

[1] عقود الجمان ص ۱۸۷۔

[2] اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ صیمری ص ۷۸۔

[3] ایضاً ص ۷۰۔

وددت انما كلها عندي مجتمعة انظر فيها، فما لقى في شرح العلم غاية، ولكن ما ننصفه [1]

کہا کہ میری تمنا ہے کہ ابوحنیفہ کی تمام کتابیں میرے پاس جمع ہوں اور میں ان کو دیکھا کروں، ان میں علم کی شرح و تفصیل کی کوئی انتہا نہیں ہے، ہم ان کے ساتھ انصاف نہیں کر رہے ہیں۔

سجادہ راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اور ابو مسلم مستملی دونوں یزید بن ہارون واسطی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت وہ بغداد میں خلیفہ ابوجعفر منصور کے یہاں مقیم تھے، ابو مسلم مستملی نے ان سے سوال کیا:

ما تقول يا ابا خالد في ابي حنيفة والنظر في كتبه؟

ابو خالد! آپ ابوحنیفہ اور ان کی کتابوں کے دیکھنے کے بارے میں کیا سمجھتے ہیں؟

انھوں نے جواب دیا:

انظروا فيها ان كنتم تريدون ان تفقهوا فاني ما رايت احدا من الفقهاء يكره النظر في قوله، ولقد احتال الثوري في كتاب الرهن حتى نسخه [2]

اگر تم لوگ فقہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو ابوحنیفہ کی کتابوں کو دیکھو، میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ ابوحنیفہ کی آراء و اقوال کو ناپسند کرتا ہو، اور سفیان ثوری نے تو حیلہ کر کے ان کی کتاب الرہن نقل کی۔

عبداللہ بن مبارک کا بیان ہے کہ میں ملک شام میں اوزاعی کے پاس گیا، انھوں نے کہا کہ اے خراسانی! یہ کون بدعتی ہے جو کوفہ میں پیدا ہوا ہے، اور ابوحنیفہ کی کیفیت

---

[1] اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ ص ۹۵۔
[2] تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۲۔

کیونکہ میں نے اس وقت اوزاعی کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا

فرجعت الى بيتي، فاقبلت على كتب ابي حنيفة، فاخرجت منها مسائل من جياد المسائل وبقيت في ذلك ثلاثة ايام۔	میں اپنے گھر آیا پھر ابو حنیفہ کی کتابوں میں لگ گیا ان میں سے عمدہ عمدہ چن کر اور اچھے مسائل نکالے۔

اور تیسرے دن اوزاعی کے پاس پہونچا، مسائل کی یہ کتاب میرے ہاتھ میں تھی، انھوں نے پوچھا کون کتاب ہے؟ میں نے کتاب ان کے ہاتھ میں دیدی، انھوں نے دیکھنا شروع کر دیا، ایک مسئلہ پر ان کی نظر پڑی میں نے جس میں قال النعمان لکھا تھا، یہ اذان کا وقت تھا، پھر بھی کھڑے کھڑے کتاب کا ابتدائی حصہ پڑھ لیا اور اپنی آستین میں کتاب رکھ کر نماز پڑھائی، فراغت کے بعد پھر پڑھنا شروع کر دیا یہاں تک کہ پوری کتاب پڑھ لی، اور کہا کہ خراسانی! یہ نعمان کون ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ ایک شیخ ہیں جن سے میں نے عراق میں ملاقات کی ہے۔ یہ سن کر اوزاعی نے کہا:

هذا نبيل من المشائخ، اذهب فاستكثر منه،	یہ مشائخ میں بہت اونچے درجے کے شیخ ہیں، تم جاؤ اور ان سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو۔

میں نے کہا:

هذا ابو حنيفة الذي نهيت عنه[1]۔	یہی ابو حنیفہ ہیں جن کے پاس جانے سے آپ نے منع کیا تھا۔

خطیب بغدادی کی روایت یہیں تک ہے، عقود الجمان میں اس کے آگے عبداللہ بن مبارک

---

[1] تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۳۸۔

کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد ابو حنیفہ اور اوزاعی دونوں مکہ میں ملے ، میں نے اوزاعی کو دیکھا کہ ان مسائل میں ابو حنیفہ سے بحث کر رہے تھے ، اور ابو حنیفہ اس سے زیادہ وضاحت اور دلائل کے ساتھ ان کو بیان کر رہے تھے ، جن کو میں نے اوزاعی کو دیا تھا ، بعد میں اوزاعی نے مجھ سے کہا کہ ابو حنیفہ کی کثرت علم اور وفور عقل پر رشک ہو رہا ہے ۔ میں بڑی غلط فہمی میں مبتلا تھا ، تم ان سے ملا کر علم حاصل کرو۔[۱]

ان تمام مذکورہ بالا واقعات و اقوال میں ان کتب ابی حنیفہ کا ذکر ہے جو امام صاحب کی مستقل تصنیف ہیں ، یعنی کتاب الآثار ، کتاب السیر ، کتاب المناسک ، کتاب الرہن اور دوسری کتابیں جو کتب ابی حنیفہ کے اجمالی بیان میں ہیں اور جن سے سترہ[۱] مسانید تیار کی گئیں ، ان کے علاوہ ابن ندیم نے امام صاحب کی تصانیف میں ان کتابوں کے نام لیے ہیں ، کتاب الفقہ الاکبر ، کتاب رسالۃ الی البستی ، کتاب العالم والمتعلم اور کتاب الرد علی القدریہ[۲]

اسی کے ساتھ معلوم ہونا چاہیے کہ امام ابو حنیفہ نے باقاعدہ المجمع الفقہی کے انداز میں اپنے تلامذہ کی ایک جماعت قائم کی تھی ، جس میں فقہ و فتویٰ پر بحث ہوتی تھی اور تنقیح کے بعد مسائل کتابی شکل میں جمع کیے جاتے تھے ، ایسی تحقیقی کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ تیار ہو گیا تھا ، جو اگرچہ براہ راست امام صاحب کی تصنیف نہیں تھا مگر ان کے علوم کا خلاصہ تھا ۔ اس اعتبار سے ان کے آراء و اقوال اور تصحیحات و تصویبات کا یہ خزانہ بھی ان کی تالیف تھا ، اور اس کا اعتراف اس زمانہ کے علماء و ائمہ کو بھی تھا ، نصیر بن یحییٰ بلخی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے احمد بن حنبل سے کہا کہ آپ ابو حنیفہ کے

---

[۱] عقود الجمان ص ۲۹۳ ۔
[۲] الفہرست ص ۲۸۵ ۔

کے بارے میں کیسے کلام کرتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ رائے اور قیاس کی وجہ سے، میں نے کہا کہ مالک بن انس نے کیا رائے اور قیاس سے کام نہیں لیا ہے؟ احمد بن حنبل نے کہا:

بلیٰ، ولکن رأی ابی حنیفۃ خلد فی الکتب۔ — ہاں، مگر ابو حنیفہ کے آرا کتابوں میں محفوظ کر دیے گئے ہیں۔

میں نے کہا کہ مالک بن انس کے آرا بھی کتابوں میں باقی رکھے گئے ہیں، احمد بن حنبل نے کہا کہ ابو حنیفہ رائے اور قیاس سے زیادہ کام لیتے ہیں، اس پر میں نے کہا کہ ایسی صورت میں ان دونوں کے بارے میں ان کے حصہ کے مطابق کلام کریں۔[1]

احادیث و آثار کی جمع و ترتیب کا پہلا دور پہلی صدی کے آخر میں اور دوسری صدی کے نصف اول پر ختم ہو گیا۔ اس پچاس سالہ مدت میں فقہی ترتیب و تبویب پر عالم اسلام میں کتابیں لکھی گئیں جن کی حیثیت نقش اول کی تھی، خاص طور سے ۱۲۰ھ اور ۱۵۰ھ کے درمیان یہ کام ہوا، امام ابو حنیفہ ہی دور اولین کے سب سے بڑے مصنف ہیں، انھوں نے اپنے معاصر مصنفین میں سب سے زیادہ کتابیں فقہ، اصول فقہ، فتاوے، حدیث، آثار، احکام اور عقائد پر تصنیف کیں، اور وہ کتابیں مدتوں باقی رہیں، جبکہ ان کے معاصر مصنفین کی کتابوں کا نشان بہت کم باقی رہا، اور بعد کے مصنفین نے ان کو اپنی کتابوں میں نقل کر لیا، چنانچہ ربیع بن صبیح، معمر بن راشد، ابن جریج، سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، ولید بن مسلم، ہشیم بن بشیر، جریر بن عبدالحمید وغیرہ کی کتابوں کے مقابلہ میں امام ابو حنیفہ کی کتابوں کی شہرت و مقبولیت زیادہ رہی، البتہ ہمارے زمانہ میں ان حضرات میں ان حضرات کی بعض بعض کتابیں

---

[1] مناقب ابی حنیفہ و صاحبیہ، ذہبی ص ۲۵۔

تولش و تحقیق کے بعد شائع ہو رہی ہیں۔

تصنیف و تالیف کا دوسرا دور دوسری صدی کے نصف آخر سے اس کے خاتمہ تک ہے۔ اس دور میں نسبتہً تنقیح و تہذیب زیادہ ہوئی۔ اس طبقہ کے ممتاز مصنف امام مالک بن انس ہیں جن کی شہرۂ آفاق کتاب الموطّا ہے، اس کے علاوہ رسالۃ الی ابن وہب فی القدر، رسالۃ الی ہارون الرشید، التفسیر لغریب القرآن، کتاب السیر رسالۃ الی اللیث فی اجماع اہل المدینۃ، کتاب النجوم بھی ان کی تصانیف میں ہیں۔[۱]

چونکہ اس دور تک فقہی احکام پر جمع و تدوین کا کام ہوا، اس لئے مؤطا میں آخر میں احادیث رسول، آثار صحابہ اور اقوال سب ملا کر سترہ سو بیس احادیث و آثار رہ گئے، اس سے پہلے کے دور میں امام ابوحنیفہ نے فقہی احکام پر احادیث و آثار کتاب الآثار و اقوال جمع کئے جو مؤطا امام مالک سے کئی گنا زیادہ تھے۔

ان دونوں ادوار میں مسانید کا رواج نہیں ہوا تھا بلکہ فقہی احکام پر کتابیں لکھی گئیں اس لئے امام ابوحنیفہ اور امام مالک وغیرہ کی تصانیف میں کتاب المسند کا نام نہیں ملتا ہے، مسند کا رواج تیسری صدی کی ابتدا میں ہوا، اور سب سے پہلے مسند مسدد بن مسرہد بصری متوفی ۲۱۳ھ، مسند اسد بن موسیٰ اموی متوفی ۲۱۲ھ، مسند نعیم بن حماد خزاعی متوفی ۲۲۹ھ، مسند ابن خیثمہ زہیر بن حرب متوفی ۲۳۴ھ وغیرہ لکھی گئی، اس کے بعد محدثین نے اپنی اپنی مسانید بکثرت جمع کیں، جن میں مسند امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ گویا خاتمۃ المسانید ہے، بعد میں بہت سے متاخرین علماء نے متقدمین علماء کی احادیث کو مسند کے طور پر جمع کیا ہے، مثلاً وہب بن منبہ یمانی متوفی ۱۱۰ھ کی احادیث کو ابوالحسن بیان بن طیب کرجینی متوفی ۳۸۲ھ نے مسند کی ترتیب پر

---

[۱] ترتیب المدارک ج ۱ ص ۲۰۵۔

سنہ ۳۲۲ھ میں جمع کیا تھا، جس کو ابوالعباس مستغفری نے دیکھا تھا۔

اسی طرح بعد میں ائمہ احناف نے امام ابوحنیفہ کی مسند احادیث کو مختلف صورتوں میں مرتب کیا، کیونکہ دور اول میں مسند احادیث کے جمع و تدوین کا رواج نہیں تھا اور اس دور کے کسی صاحب تصنیف عالم نے اس انداز پر کتاب نہیں لکھی تھی۔

امام ابوحنیفہ کی یہ کتابیں مدتوں تک علماء و فقہاء و محدثین میں متداول و مقبول رہیں، اور باقاعدہ ان کی سماعت و روایت کی جاتی تھی، امیر ابن ماکولا نے ابوحامد احمد بن اسمٰعیل متری مزام متوفی سنہ ۳۳۳ھ کے بارے میں تصریح کی ہے:

وسمع کتب ابی حنیفۃ، وابی یوسف من احمد بن نصر، عن ابی سلیمان الجوزجانی، عن محمد غیر ذلک[2]	انھوں نے ابوحنیفہ اور ابویوسف کی کتابیں وغیرہ کا سماع محمد بن نصر سے کیا، انھوں نے ابوسلیمان جوزجانی سے اور انھوں نے امام محمد سے۔

ابوحامد بن محمد ابوالربیع سلیمان بن ربیع غرناطی مازنی موجود سنہ ۵۴۲ھ نے امام صاحب کی کتاب العالم والمتعلم کی روایت خوارزم میں کی:

حدث بخوارزم بکتاب الشہاب لابی عبداللہ محمد بن سلامۃ بن جعفر القضاعی، والموطا لمالک بن انس والرحلۃ للشافعی وکتاب العالم والمتعلم ورياضۃ العالم والمتعلم	انھوں نے خوارزم (خیوہ) میں کتاب الشہاب، موطا امام مالک، رحلۃ شافعی، کتاب العالم والمتعلم، ریاضۃ العالم والمتعلم کی روایت کی اور ان کا درس دیا۔

---

[1] الانساب سمعانی ج ۷، ص ۱۴۰۔

[2] الاکمال ج ۷، ص ۱۴۰

- لابی نعیم الاصبہانی[1]

مشہور محدث ابو محمد عبداللہ بن علی بن جارود نیسابوری متوفی ۳۰۷ھ کی کتاب المنتقی مشہور و متداول ہے، انھوں نے کتاب ابی حنیفہ کے نام سے ایک کتاب لکھی جس کی روایت ان کی دیگر کتابوں کی طرح ہوتی تھی، غالباً اس میں امام صاحب کے مسائل اور فتاوے رہے ہوں گے۔ فقیہ اندلس ابوعمر احمد بن عبداللہ بن محمد ابن الباجی اشبیلی متوفی حدود ۳۹۶ھ کے ذکر میں لکھا ہے کہ عمر بن عبدالبر کا بیان ہے کہ:

قرأت علی ابی عمر احمد بن عبد اللہ الباجی کتاب المنتقی لابی محمد بن الجارود، اخبرنی بہ عن ابیہ عن الحسن بن عبد اللہ الزبیدی عن ابن الجارود، وکتاب الضعفاء والمتروکین لابن الجارود، وکتاب ابی حنیفۃ لابن الجارود، وکتاب الاحاد لابن الجارود کلھا[2]

میں نے ابوعمر احمد بن عبداللہ باجی نے ابو محمد بن جارود کی کتاب المنتقی پڑھی ہے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے حسن بن عبداللہ زبیدی سے اور انھوں نے ابن جارود سے پڑھی، نیز میں نے ابن جارود کی کتاب الضعفاء والمتروکین، کتاب ابی حنیفہ، اور کتاب الاحاد اسی سند سے پڑھی ہے۔

امام صاحب کی کتابوں کے ساتھ اعتناء و شغف کا یہ حال تھا کہ پانچویں صدی کے ایک عالم کو زبانی یاد تھیں، اور ان کا دعویٰ تھا کہ اگر دنیا سے یہ کتابیں ناپید ہوجائیں تو میں ان کو اپنی یادداشت سے لکھوا سکتا ہوں۔ سمعانی نے قاضی ابوعاصم

---

[1] الانساب ج ۱۰ ص ۲۸۔

[2] بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اہل الاندلس، ضبی ص ۴، ۵، طبع عکسی مجریط ۱۸۸۴ء (ایڈرڈ)

محمد بن احمد عامری مروزی متوفی ۵۱۲ھ کا قول نقل کیا ہے:

لو فقدت کتب ابی حنیفة رحمه الله لأمليتها من نفسی حفظاً[1]

اگر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں مفقود ہو جائیں تو میں ان کو اپنے حافظے سے لکھوا سکتا ہوں۔

الغرض کئی صدیوں تک کتب ابی حنیفہ علماء و فقہاء اور محدثین کی درسگاہوں میں دائر و سائر رہیں، اور اہل علم نے ان کو سینے سے لگائے رکھا، ان کی سماعت روایت کی، ان کو زبانی یاد کیا، اور براہ راست فقہ حنفی کو اس کے اصل ماخذ سے حاصل کیا۔

کچھ دنوں پہلے تک ہماری درسگاہوں میں مؤطا امام محمد کا تبرک تقسیم ہوا کرتا تھا مگر اب وہ بھی بند ہے، احناف کا سب سے بڑا ظلم فقہ حنفی پر یہ ہے کہ انھوں نے امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کی کتابوں کی جگہ متاخرین ائمۂ عجم و ماوراء النہر کی کتابوں کو فقہ حنفی کا ماخذ قرار دے دیا اور وہ یہ طعنہ بڑے اطمینان سے سن لیتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے کوئی کتاب نہیں لکھی ہے، فیا ضیعۃ للعلم،

لہ الانساب ج ۹ ص ۱۵۹۔